# شعرِ عرب کی مختصر تاریخ

## (شعراء بنی امیہ)

(جناب ڈاکٹر سید رغیب حسین صاحب۔ ایم۔ اے (عربی و فارسی) ڈی فل)

اکثر مورخین ادب دورِ اسلامی کو عہدِ بنی امیہ کے اختتام تک طول دے کر اس عہد کے شعراء کو اسلامی دور کے شعراء سے الگ شمار نہیں کرتے مگر مناسب یہی ہے کہ اسلامی دور سے جدا کرکے عہدِ بنی امیہ کے شعراء کو ایک علیحدہ باب میں رکھا جائے تاکہ ان کے کلام کی خصوصیات واضح ہو سکیں اور ان پر تنقید کی گنجائش نکل سکے۔

عہدِ بنی امیہ کے شعراء کی فہرست تو بہت طویل ہے اور نامور شعراء کی تعداد بھی کثیر ہے بعضوں نے ان کی تعداد ایک سو تک بیان کی ہے، ان میں سے مشہور تر یہ ہیں:۔ عمر ابن ربیعہ، اخطل، جریر، فرزدق، کمیت، طرماح، کثیر، ذوالرمہ، نعمان بن بشیر، ابوالاسود دؤلی، سکین دارمی، اعشیٰ ربیعہ، نابغہ شیبانی، زیاد، ثابت قطنہ، عمران، قیس عامری (عرف مجنون لیلیٰ)، جمیل (عاشق بثینہ)، قطری بن فجاۃ خارجی، ابو زبید طائی، حصین بن معاویہ راعی، ابو عثمان ہذلی، ابوالنجم، ابن میادہ، کثیر وغیرہ۔

اس مختصر مضمون میں میں چند شعراء کا ذکر کروں گا یعنی عمر ابن ربیعہ، اخطل، جریر، فرزدق، کمیت، طرماح، جمیل کا۔

۱۔ عمر:۔ عمر نام، ابو ربیعہ ولدیت، ابوالخطاب کنیت، بنو مخزوم قبیلہ، ۲۳ھ میں مدینہ میں اسی روز پیدا ہوا جس دن حضرت عمر فاروقؓ کا وصال ہوا، آنکھ کھولی تو گھر میں فراغت پائی، اس لئے بچپن ہی سے شعر کی طرف مائل ہو گیا اور بار بار خود شعر کہتا اور درست کرتا رہتا یہاں تک کہ جب اس نے اپنا رائیہ قصیدہ کہا

جس کا مطلع یہ ہے:۔

امن آل نعم انت غادٍ فمبکر　　غداۃ غدٍ ام رائح فمہجر

تو جریر جیسا قادر الکلام شاعر بھی حیرت میں آکر کہنے لگا کہ اس قریشی فضول گوئی کرتے کرتے ایسے اشعار بھی کہنے لگا۔ اس نے شعر گوئی کے لئے صرف عورتوں کا ذکر، ان سے ملاقات کی حکایت، ان میں آپس کی چہلوں کا بیان اختیار کیا اور ناز و نعم میں پرورش پانے کی وجہ سے یہی کر بھی سکتا تھا، اس کے الفاظ بھی بہت دلکش اور انداز بیان بھی نرالا اختیار کیا۔ لہذا اس کی نظمیں عیش پسند امراء کے درباروں میں گانیوالوں کے ذریعہ بہت مقبول ہوئیں، اور اس قدر گائے جانے لگیں کہ ابن جریر نے کہدیا کہ "خانہ نشین عورتوں میں ابن ابی ربیعہ کے اشعار سے زیادہ مضر چیز نہیں پہنچ سکتی"۔ ابن ابی ربیعہ نے اس سے بڑھ کر یہ کیا کہ حج کو جانیوالی عورتوں کا ذکر بھی تشبیب میں کرنے لگا یہ دیکھ کر کچھ عرصہ تک تو حیادار عورتوں نے حج و عمرہ کو جانا اور احرام میں رہنا چھوڑ ہی دیا، لوگ اسے برا سمجھتے تھے مگر کوئی حتّٰی کہ صاحبانِ اقتدار لوگ بھی اسے نظر انداز کرتے رہے کچھ تو اس وجہ سے کہ بڑے نامی خاندان کا لڑکا ہے اس کی رعایت لازم ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ شاعر اچھا تھا اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ شاید وہ خود اپنی اس حرکت پر نادم اور اس سے تائب ہو جائے لیکن خلیفہ عمر بن عبد العزیز سے صبر نہ ہو سکا اور انھوں نے اس دل پھینک شاعر کو شہر بدر کر کے یمن و حبشہ کے مابین بحر احمر کے ایک جزیرہ "دھلک" نامی میں روانہ کر دیا۔ آخر جب اس نے اپنی اس بیہودگی کے چھوڑنے کی اور سچے دل سے توبہ کرنے کی قسم کھائی تو اسے واپس آنے کی اجازت ملی، اس کے بعد اس نے ایک عابد مرتاض کی زندگی بسر کی، شاید یہ اس بات کی برکت تھی کہ اس نے دو عمروں (عمر الفاروق رضؓ اور عمر بن عبد العزیزؒ) کا وقت اور ہمنامی کا شرف پایا تھا، جب یہ بیمار پڑا تو اس کے بھائی کو اس کی اس حالت پر بہت رنج ہوا، پھر عمر نے کہا "شاید تجھے میرے انجام کا خیال ستا رہا ہے، اللہ پاک کی قسم میں کبھی بدکاری کا مرتکب نہیں ہوا"۔ اس کے بھائی نے کہا خدا کا شکر ہے، بس مجھے اسی کا اندیشہ تھا جواب جاتا رہا۔

اس کے اشعار بے انتہا سہل رواں اور دل میں اتر جانے والے ہیں، عورتوں کے اوصاف

بیان بہت عام فہم اور پر لطف ہے، ہر شخص کے دلی جذبات اسکے مطابق معلوم ہوتے ہیں، انھیں سن کر جریر نے تو کہدیا کہ خدا کی قسم شعراء جاہلیت دراصل یہی مضامین باندھنا چاہتے تھے مگر اس کی نزاکتوں کو سنبھال نہ سکے اور بہک کر محبوبہ کے کھنڈروں کا ذکر کرنے لگ گئے، البتہ اس کے یہاں ان جذباتِ عشق و محبت میں گہرائی نہیں ذرا سطحیت ہے اور امرؤ القیس جیسی عریانی ہے، چند اشعار اس کے قصۂ ذی دوران کے نقل کئے جاتے ہیں جو امرؤ القیس کے دارۂ جلجل کے قصہ کے رنگ میں ہیں، مگر ابن ابی ربیعہ کے یہاں لطافت اور رقت زیادہ ہے:-

فلما فقدتُ الصوت منهم واطفئتْ ... مصابیح شُبّت للعشاء وانور
وغاب قمیرٌ کنت ارجو غیوبه ... وروّحَ رُعیانٌ ونُوّمَ سُمّرُ
ونفّضتُ عنی النوم اقبلتُ مِشیَةَ الحُبابِ ورکنی خیفة القوم ازورُ
فحییتُ اذ فاجأتُها فتولّت ... وکادت بمخفوض التحیة تجهرُ
وقالت وعضّت بالبنان فضحتنی ... وانت امرؤٌ میسورُ امرك اعسرُ
فلما تقضّی اللیلُ الا اقلّهُ ... وکادت توالی نجمه تتغورُ
اشارت لاُختیها اعینا علی فتیً ... اتی زائراً والامر للامر یُقدَرُ
فاَقبلتا فارتاعتا ثم قالتا ... اَقلّی علیك اللوم فالخطب ایسرُ
یقوم فیمشی بیننا متنکراً ... فلا سرّنا یفشو ولا هو یظهرُ
اذا جئتَ فامنح طرف عینیك غیرنا ... لکی یحسبوا ان الهوی حیث تنظرُ

۲- اخطل:- غیاث نام، غوث ولدیت، ابو مالک کنیت، تغلب قبیلہ، یہ شخص عیسائی تھا کیونکہ تغلبیوں میں عیسائیت پھیلی ہوئی تھی، بچپن ہی سے شعر کہتا تھا، ایک بار اپنے قبیلہ کے ایک کہنہ مشق شاعر کعب سے شعر میں مقابلہ ہوا تو اس نے غلبہ پایا اس دن سے اس کی شاعری مشہور ہوئی، اخطل بھی زہیر کی طرح اس کا قائل تھا، کہ شاعر جب شعر کہے تو دو چار دن بعد بیٹھے خود اس پر نظر ثانی حک و اصلاح، ابدال و ترمیم کرے اور ان میں سے بہترین کا انتخاب کرے، ورنہ اس کی شاعری پست ہوتی چلی جائے گی، خود بیٹھے اگر

۸۰ اشعار کہتا تو کچھ دنوں کے بعد نظرِ ثانی کر کے ۶۰ اشعار چھانٹ کر نکال دیتا اور صرف ۲۰ شعر جو منتخب ہوتے دیوان میں لکھتا، یہ شرابی تھا اور شراب کے نشہ میں زود و پر گوئی سے شعر کہتا مگر اس کے کلام میں ابتذال اور سوقیانہ

ایک مرتبہ اس نے کسی کے کہنے سے انصارِ مدینہ کی برائی میں اشعار کہے، انصار نے سمجھا کہ حضرت امیر معاویہ کے اشارہ سے ایسا ہوا تو ان کے مشہور شاعر نعمان بن بشیر نے آکر اس کے جواب میں قصیدہ پڑھا اور کہا کہ میں اس کی زبان کاٹے بغیر چھوڑوں گا نہیں، اس کے بعد انصار کے مفاخر بیان کر کے حضرت امیر پر بھی کچھ طعن کئے، امیر نے پتہ لگایا تو معلوم ہوا کہ اس میں یہی اخطل نے کی تھی، حکم دیا کہ اخطل کو نعمان کے سپرد کر دیں تاکہ وہ اس کی زبان کاٹ لیں مگر اخطل نے پہلے ہی سے جا کر یزید کے زیرِ دامن پناہ لے لی تھی، یزید نے کسی طرح نعمان کو راضی کر کے اخطل کی جان بچائی، اور اخطل کی شاعری کا زور دیکھ کر بنی امیہ (یزید سے عبد الملک تک کے امرا) اس کی بہت قدر کرنے لگے، جریر اور فرزدق اس کے معاصر اسلامی شاعر تھے اور دونوں میں خوب چوٹیں چلتی تھیں، فرزدق کا درجہ جریر سے بڑھا ہوا تھا، سب جانتے تھے مگر کوئی زبان سے صاف نہیں کہتا تھا کہ کہیں جریر میری ہجو نہ کرنے لگے، ایک دن بشیر بن مروان نے دربار میں اخطل سے پوچھا کہ تم بتاؤ ان دونوں شاعروں میں کون بڑھ کر ہے، اخطل نے بہت چاہا کہ اس جھگڑے میں نہ پڑے مگر بشیر پیچھے ہی پڑ گیا تو اخطل نے حقیقت کہدی کہ فرزدق پہاڑ توڑ کر مضامین نکال لاتا ہے اور جریر تو سمندر سے چلو بھر لیتے ہیں، جریر نے سنا تو اس نے اخطل کی ہجو کہی، اخطل بھی کسی سے کم نہ تھا اس نے بھی منہ توڑ جواب دیا، عرصہ تک یہ سلسلہ جاری رہا، یہ ستر برس کی عمر میں ۹۵ھ میں مرا۔

ادبا اس میں متفق ہیں کہ اخطل کا درجہ فرزدق اور جریر سے بڑھا ہوا تھا، اور زیادہ مشہور تھا، مدح میں اس کی زورِ طبع کا حال زیادہ کھلتا ہے، شعر کی تعریفیں بھی اس نے خوب خوب کی ہیں گو اس نے ہجویں بھی کہی ہیں مگر ان میں بھونڈا پن نہیں آنے دیا، بڑے بڑے قصیدے کہے مگر اغلاط سے پاک کیونکہ سال سال بھر تک ان میں کاٹ چھانٹ کیا کرتا تھا، مرثیہ میں اس کی طبیعت بالکل نہیں چلتی تھی، بلاغتِ الفاظ ندرتِ تراکیب، اس کی خصوصیات میں سے ہیں، اس کے اشعار کا نمونہ یہ ہے:-

والناسُ ھمُّھم الحیاۃ ولا اری        طول الحیاۃ یزید غیر خبال

وإذا افتقرت إلى الذخائر لم تجد ذخراً يكون كصالح الأعمال

۳- جریر :- جریر نام، عطیہ والد کا نام، ابوحزرہ کنیت، بنو تمیم قبیلہ

یمامہ میں ستوانسہ (سات ماہ پیٹ میں رہ کر) پیدا ہوا چونکہ بادیہ نشینوں میں پرورش پائی اس لئے اسکی زبان اور اخلاق میں سادگی بہت تھی، جب شعر کہنے کی صلاحیت اس میں آگئی تو بصرہ گیا وہاں فرزدق کو دیکھا کہ وہ بھی اس کا ہم قبیلہ ہے اور شعر کے ذریعے خوشحالی سے زندگی بسر کر رہا ہے تو اس نے بھی امیروں سے ملتے رہنے اور فرزدق کی طرح ٹھاٹھ سے رہنے کا ارادہ کرلیا، چنانچہ وہ حجاج بن یوسف گورنر کے دربار میں پہنچا، حجاج نے جب اس سے اپنی مدح سنی تو اس کی بہت قدر کی، رفتہ رفتہ اس کی شہرت عبدالملک خلیفۂ وقت تک پہنچی اس نے حجاج پر رشک کیا، حجاج کو جب یہ معلوم ہوا کہ خلیفۂ وقت جریر کو اپنے یہاں دیکھنا چاہتے ہیں تو اس نے اپنے لڑکے کو ساتھ کر کے جریر کو دربارِ خلیفہ میں بھیجا، پہلے تو خلیفہ نے اس کی طرف رخ نہیں کیا اور کہا کہ تم تو حجاج کے آدمی ہو مگر خیر حجاج کے لڑکے نے شعر سنانے کی اجازت دلوادی تو اس نے اپنا قصیدہ خلیفہ کی مدح میں پڑھا جس کا مطلع یہ تھا :-

أتصحو أم فؤادك غير صاح عشية همّ صحبك بالرواح

جب اس شعر پر پہنچا جس میں خلیفہ کی مدح تھی :-

ألستم خير من ركب المطايا وأندى العالمين بطون راح

تو عبدالملک نے مسکرا کر کہا ہاں ہم ایسے ہی ہیں اور ایسے ہی تھے، قصیدہ ختم ہوا تو خلیفہ نے سو دودھارا اونٹنیاں اسے انعام میں دیں، اُدھر اتفاق سے اسی زمانہ میں اخطل بھی مرگیا، پھر خلفاء بنو امیہ کے یہاں اس کا عمل دخل بڑھ گیا، حضرت عمر و بن عبدالعزیز جب خلیفہ ہوئے تو جریر نے مدحیہ قصیدہ سنانا چاہا کہ وہ پہلے مجددین محمدی تھے ان کی شان انبیاء بنی اسرائیل کی سی تھی، فرمایا مجھے ان جھوٹی تعریفوں سے معاف رکھو ایسی فضول باتوں پر خرچ کرنے کو میرے پاس روپیہ نہیں ہے، تاہم حضرت عمر جریر سے بہت خوش تھے، یہ رسائی جریر کی دیکھ کر فرزدق کو رشک آیا اور اس نے پہلے اس کی ہجو کہی جریر نے بھی جواب اینٹ کا پتھر سے دیا، پھر کیا تھا ہجو گوئی کا ایک سلسلہ چھڑ گیا جو دو اکھاڑوں سے کہی جارہی تھی، کچھ لوگ اس کے طرفدار تھے

اور کچھ اس کے، اس کا انتقال ۱۱۰ھ میں ہوا، لطافتِ تغزل، جودتِ تشبیب، خوبیٔ الفاظ، سہل اسلوب اس کی خصوصیات ہیں۔

نمونۂ کلام یہ ہے:- (مدح خلیفہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ)

| | |
|---|---|
| انا لنرجو اذا ما الغیث اَخْلَفَنَا | من الخلیفۃ ما نرجو من المطرِ |
| کم بالمواسم من شعثاء ارملۃ | ومن یتیمٍ ضعیف الصوت والبصرِ |
| یدعوک دعوۃ ملہوف کانّ بہ | مسًّا من الجنّ او مسًّا من البشرِ |
| ممن یعدک تکفی فقد والدہ | کالفرخ فی العُشّ لم ینہض ولم یطرِ |

۴- فرزدق:- نام ہمام، والد کا نام غالب، کنیت ابو فراس، قبیلہ تمیم کی شاخ دارم بصرہ میں ۱۹ھ (۶۳۹ء) میں پیدا ہوا، بصرہ ان دنوں عربیت کا مرکز تھا، باپ خود شعر گوئی اور موسیقی کی طرف مائل تھا، لڑکے کو ذہین دیکھ کر اسی طرف بچہ کو بھی لگا رکھا، ایک بار حضرت علیؓ کی خدمت میں لے گیا آپ نے فرمایا اسے قرآن پڑھاؤ اور یاد کراؤ، فرزدق نے بھی جب تک قرآن حفظ نہ کر لیا شعر نہیں کہا، حضرت علیؓ سے اور آپ کے گھرانے سے فرزدق کو بہت عقیدت تھی، امراء زمانہ کی مدح کر کے مال حاصل کرتا۔ بنو امیہ میں بجز عبد الملک کے اور خاندان مہلب کے اور حجاج کے اور کسی کی اس نے مدح نہیں کی، ایک بار مروان یہ دیکھ کر کہ یہ آتش بیان شاعر ہے اور شیعۂ علی میں سے ہے، اس کو شہر بدر کرنے کے احکام جاری کر دیئے، فرزدق نے کہا اچھا تو میں بھی تیری ہجو ضرور کہوں گا، اس دھمکی سے مروان ڈر گیا اور اس نے فرزدق کو انعامات دے کر راضی کر لیا، ایک بار حج کے موسم میں خلیفہ ہشام طواف کعبہ کرتے ہوئے حجر اسود کا بوسہ دینا چاہتا تھا، مگر ہجوم کی وجہ سے نہ دے سکتا تھا، اتنے میں حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ طواف کو آئے اور حجر اسود کو بوسہ دینے بڑھے تو لوگ ادھر ادھر ہٹ گئے اور آپ نے آسانی اور اطمینان سے بوسہ دیا، خلیفہ یہ دیکھ کر بہت کھسیایا اور تجاہل برتنے کے لئے پوچھنے لگا یہ کون ہیں، فرزدق موجود تھا اس نے برجستہ کہا:-

| | |
|---|---|
| ھذا الذی تعرف البطحاء وطأتہٗ | والبیت یعرفہ والحلّ والحرمُ |

پھر دیں ٹکڑے ٹکڑے یہ قصیدہ مدح یزید میں پورا کر دیا۔ اس پر ہشام نے جھلا کر اسے قید کر دیا مگر پھر جلد ہی چھوڑ دیا، یہ طبیعت کا برا شخص تھا، اس کی چچیری بہن نوار بہت حسین تھی فرزدق نے فریب سے اس سے نکاح کر لیا مگر نوار فرزدق سے نفرت کرتی تھی، ایک بار فرزدق نے شراب کے جھونجھ میں نوار کو طلاق دیدی، جب ہوش میں آیا تو بہت نادم ہوا اور یہ شعر کہا:۔

نَدِمتُ ندامۃَ الکُسَعِیِّ لَمَّا
عَدَتْ مِنِّیْ مطلقۃً نوارُ

چنانچہ یہ شعر بھی ضرب المثل ہو گیا، اخطل اور جریر کا یہ ہمعصر تھا، جریر کی دربار شاہی میں رسائی دیکھ کر جذبۂ رقابت سے یہ مغلوب ہو گیا اور اس نے جریر کی ہجو کہی، اُس پر ہجو کا سلسلہ ایک عرصہ تک چلا، بعض کہتے ہیں کہ اصل میں جریر کی ہجو غسان شاعر نے کی، جریر نے جب جواب دیا تو وہ گھبرا گیا، اور اس نے اپنے دوست بعیث سے مدد مانگی، تب بعیث نے ہجو کی، جریر نے اسے بھی منہ توڑ جواب دیا، یہ دیکھ کر فرزدق کو جریر سے بدلہ اور دلی بخار نکالنے کا موقع خوب مل گیا اس نے جریر کی ہجو خوب کہی، جریر نے جواب دیا جس کا سلسلہ عرصہ تک چلا یہ سب یکجا جمع کر دی گئی ہیں، جس کا نام "مناقضات جریر" ہے لیڈن سے دو جلدوں میں شایع ہو چکی ہے، مشہور ہے کہ اگر فرزدق کا کلام نہ ہوتا تو عربی شعر کا ثلث ضائع ہو جاتا، اس کے فخریہ قصائد بہت ہیں، دقیق معانی، شاندار الفاظ، فخریہ مضامین، مشکل طرز اس کی خصوصیات ہیں۔ بصرہ ہی میں نوّے برس کی عمر پا کر ۱۱۰ھ/۷۲۹ء میں مرا۔ نمونۂ کلام یہ ہے:۔

وکنّا اذا الجبار صعّر خدّہ ضربناہ حتی تستقیم الاخادعُ
اولٰئک آبائی فجئنی بمثلھم اذا جمعتنا یا جریرُ المجامعُ
فیا عجبًا حتّٰی کلیب تسبّنی کأنّ اباھا نھشل او مجاشعُ

**۵۔ طِرِمّاح:۔** طرماح نام حکیم باپ کا نام، بنو طے قبیلہ، دمشق میں پیدا ہوا، جوان ہو کر کوفہ گیا اور نافع بن ازرق خارجی کی جماعت ازارقہ کے پاس مہمان ٹھہرا اور ان کی صحبت اور تعلیم سے کٹر خارجی بن گیا اور مرتے دم تک اسی عقیدہ پر جما رہا، عجب اتفاق ہے کہ کمیت اسدی جو کٹر شیعہ تھا

اس کا جگری دوست تھا۔

اگرچہ طرماح کا ذریعۂ معاش بھی امرا کی مدح بطمع انعام ہی تھا مگر اس نے اپنے کو کبھی ذلیل نہیں ہونے دیا، مخلد مہلبی کے دربار میں طرماح اور کمیت دونوں ساتھ ساتھ پہنچے تو مخلد سب کام چھوڑ کر ان کی طرف متوجہ ہو بیٹھا اور ان کو شعر سنانے کے لئے سامنے بلایا، پہلے طرماح آگے بڑھا اور قصیدہ شروع کیا تو مخلد نے کہا قصیدہ کھڑے ہو کر پڑھو، طرماح نے کہا، خدا کی قسم شعر کا درجہ اتنا نہیں ہو سکتا کہ میں اس کے لئے اپنے کو اپنے درجہ سے نیچے گرا دوں اور اس کے لالچ میں پست اور ذلیل بن کر کھڑا رہوں حالانکہ یہ شعر ہی ہے جس سے عرب کے یادگار کارنامے فخر کے ستونوں پر قائم رہتے اور شہرت پاتے ہیں۔ لوگوں نے اس سے کہا اچھا تو پھر تم ہٹ جاؤ، یہ ہٹ گیا پھر کمیت سے کہا گیا تو اس نے کھڑے ہو کر قصیدہ سنایا تو مخلد نے اسے پچاس ہزار درہم دیدیئے جب وہاں سے دونوں باہر آئے تو طرماح نے اس سے آدھا آدھا انعام بانٹ لیا، کمیت نے کہا یار تم بڑی ہمت والے تھے اور بھئی میں نے تو نرمی ہی مناسب سمجھی، طرماح اپنے شعر پر نازاں تھا، ایک بار دونوں نے ذوالرمہ کے اشعار سنے تو کمیت نے طرماح کے سینہ میں انگلی چبھوئی اور کہا یار یہ کلام ہے بس ریشم اور ہماری تمہاری نظمیں تو بالکل سوتی ہی ہیں طرماح نے جواب دیا، میں ذوالرمہ کی برتری مان بھی لوں جب بھی میں اپنے اشعار کو اپنے منھ سے ایسا کہوں گا، یہ ۱۰۰ھ میں مر گیا،

نمونۂ کلام یہ ہے :-

لقد زادنی حبًا لنفسی اننی　　　بغیض الی کل امرئٍ غیر طائل
وانی شقیّ باللئام ولا تری　　　شقیًا بهم الا کریم الشمائل

۶۔ **کُمیت** :- نام کمیت، باپ کا نام زید، قبیلہ بنو اسد

زیات لکھتے ہیں کہ باوجودیکہ کمیت پکا شیعہ تھا مگر طرماح خارجی کا جگری دوست تھا ایک دفعہ مخلد نے کمیت کو پچاس ہزار درہم انعام دئے تو باہر آ کر طرماح کو آدھا آدھا بانٹ دیا۔

یہ لغتِ عربی کا بڑا ماہر تھا، عربوں کی لڑائیوں سے بھی خوب واقف تھا، اس کی دو دادیاں جاہلیت کا زمانہ دیکھے ہوئے تھیں انھیں کی پرورش میں جاہلی اشعار، جاہلی لغات سے خوب واقف ہوگیا بنوامیہ کی ہجو کرتا اور اپنے کو شیعۂ علی کہتا، چنانچہ اس نے آلِ علی کی شان میں بڑے زوردار قصائد کہے جو ہاشمیات کے نام سے مشہور ہیں، خالد والیٔ عراق نے ہشام کے حکم سے اسے قید کردیا، مگر یہ کسی حیلہ سے قید سے فرار ہوگیا، اور حضرت معاویہؓ کی قبر پر جاکر پناہ لی اور بنوامیہ کی ہجو سے توبہ کی اس دن سے بنوامیہ کی تعریف کرتا، چونکہ طرماح اور کمیت کے یہاں بہت سے جاہلیت کے اکثر نامانوس لغات غلط موقع پر نظم کئے ہوئے پائے گئے ہیں اس لئے اصمعی وغیرہ علماء لغت و ادب نے ان کے عیوب نکالے، مشہور ہے کہ اس نے اپنا ہر کلام پہلے فرزدق کو سنا کر پوچھا کہ اسے شائع کروں یا نہیں۔ اور جب اس نے شائع کرنے کی اجازت دی تب اس نے اسے عوام میں سنایا، ۱۲۵ھ/۷۴۳ء میں مرگیا، نمونہ کلام یہ ہے:۔

بنوھاشم رھط النبی فانّی — بھم ولھم ارضی مراراً واغضب
ومالِیَ الا آلُ احمد شیعۃٌ — ومالِیَ الا مذھب الحقّ مذھب
خفضتُ لھم منّی جناحی مودّۃً — الی کنف عطفاہ اھلٌ ومرحب

۷۔ جمیل:۔ جمیل نام، عبداللہ باپ کا نام، بنو عذرہ قبیلہ۔

یہ بچپن ہی سے شعر کہتا تھا، ایک حسینہ پر جس کا نام بُثَینہ تھا عاشق ہوگیا تھا اس کا چرچا زیادہ پھیلا تو بُثَینہ کے والدین نے بثینہ کو ایک دوسرے شخص توبہ نامی سے بیاہ دیا، ایک تو عشق دوسرے یہ ناکامی ان دونوں نے اس کے کلام میں درد، سوز، رنگینی کا ایک لطیف امتزاج پیدا کردیا تھا، اس کا سارا کلام اس کی محبت کی کیفیات کا آئینہ ہے، یہ مرتے دم تک بثینہ کی محبت کا دم بھرتا تھا، قیس عامری کے بعد عشقِ صادق میں اسی کا نام لیا جاتا ہے زیادہ تر بثینہ ہی کے قبیلہ کے ساتھ لگا لگا ہر جگہ مارا مارا پھرتا تھا، آخر مصر پہنچ کر ۸۲ھ میں مرگیا،